

لا الٰہ الا اللہ
چشتی رسول اللہ ؟

عبد مصطفیٰ محمد صابر اسماعیلی قادری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION



لا الٰہ الا اللہ
حبشی رسول اللہ ؟

عبد مصطفی محمد صابر اسماعیلی قادری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

نام	:	لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ ؟
پیشکش	:	عبد مصطفی آفیشل
زبان	:	اردو
موضوع	:	تصوف، تحقیق
ناشر	:	صابیا ورچوئل پبلی کیشن
ڈیزائننگ	:	پیور سنی گرافکس
سَنہ اشاعت	:	شوال 1443ھ (مئی 2022)
صفحات	:	30
قیمت	:	---

Sabiya Virtual Publication
Powered by Abde Mustafa Official

Contact : +919102520764 (WhatsApp)
Mail : abdemustafa78692@gmail.com

فہرست(With Hyperlink)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اہلِ سنت پر کیے جانے والے اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اولیاے اہل سنت نے اپنے ماننے والوں سے اپنے نام کے کلمے پڑھوائے ہیں اور اسے ثابت کرنے کے لیے کچھ روایات پیش کی جاتی ہیں۔

عوام اہل سنت جو اس سے ناآشنا ہیں، جب ان کے سامنے یہ باتیں لائی جاتی ہیں تو ان کا تشویش میں مبتلا ہونا یقینی ہے اور نتیجہ میں ہوتا یہ ہے کہ ان باتوں کی اصل حیثیت سے لاعلمی کی بنا پر لوگ اہل سنت سے الگ ہونے لگتے ہیں اور بالآخر بدمذہبوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔

ہم یہاں اس پر تفصیل سے لکھیں گے، اس طرح کی باتوں کی تحقیق علماے اہل سنت کے اقوال و فتاوی کی روشنی میں پیش کی جائے گی اور ساتھ ہی اس طرح کی جو روایتیں ہیں جن میں "چشتی رسول اللہ" یا "شبلی رسول اللہ" جیسے الفاظ آئے ہیں تو ان کی شرعی حیثیت بھی بیان کی جائے گی۔

روایتیں

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہوا اور مرید ہونے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ پہلے یہ کلمہ پڑھو "لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ"........!!!

یہی واقعہ دوسرے بزرگوں کی طرف بھی منسوب ہے:

کتاب فوائد السالکین میں اس طرح ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ میں شیخ یوسف چشتی کی بارگاہ میں تھا کہ ایک مرد بیعت کی نیت سے آیا تو خواجہ یوسف چشتی نے فرمایا کہ اگر تو لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کہے تو میں تجھے مرید کروں گا.....!

اسی کتاب فوائد السالکین کے حوالے سے ہی مشہور کتاب سبع سنابل میں یہ واقعہ موجود ہے جس کی اصل عبارت ہم آگے نقل کریں گے۔

حضرت شبلی کی طرف نسبت

کچھ کتابوں مثلاً فوائد الفواد اور تذکرۂ غوثیہ میں اس واقعے کی نسبت حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی گئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو مرید کرنے سے پہلے اپنے نام کا کلمہ پڑھنے کو کہا یعنی

لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ !

یہ واقعہ کن کتابوں میں ہے؟

جن کتابوں میں یہ واقعہ موجود ہے ان میں سے کچھ کے نام تو ہم لکھ چکے ہیں ان کے علاوہ ہشت بہشت، مفتاح العاشقین، فوائد فریدیہ اور بزرگوں کے ملفوظات کی چند کتابیں بھی ہیں جن میں اس واقعے کو نقل کیا گیا ہے۔

سبع سنابل میں

سب سے پہلے ہم سبع سنابل میں موجود اس واقعے پر کلام کریں گے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ بہت ہی مشہور اور مقبول کتاب ہے کہ جس کی بارگاہ رسالت میں مقبولیت مشہور ہے، اسی زمن میں دوسری کتابوں پر بھی لکھا جائے گا۔

اصل عبارت

سبع سنابل میں مذکور ہے:

"رو در فوائد السالکین آوردہ ست کہ	فوائد السالکین میں نقل کیا ہے کہ خواجہ
خواجہ معین الدین چشتی فرمود قدس	معین الدین چشتی قدس سرہ نے فرمایا میں
سرہ کہ من بہ خدمت شیخ یوسف	شیخ یوسف چشتی قدس سرہ کی خدمت میں
چشتی قدس سرہ حاضر بودم کہ مرد بہ	حاضر تھا کہ ایک مرد بیعت کی نیت سے
نیت بیعت درآمد سر درقدم خواجہ	آیا، سر خواجہ کے قدم میں رکھا اور کہا
نہادو گفت بہ بیت آمدم کہ خواجہ در	بیعت کے لیے آیا ہوں، خواجہ خاص

حالت بود، گفت اگر گوئی لاالہ الااللہ چشتی رسول اللہ ترا مرید بگیرم اخیر میں ہے : "گفت بشنو من کنم و چہ کس باشم یک از کمینہ بندگان درگاہ رسول ہستم و کلمہ ہماں است"	حالت میں تھے، فرمایا اگر تو لا الہ الااللہ چشتی رسول اللہ کہے تو تجھ کو مرید کروں گا، آخر میں فرمایا سن میں کون ہوں اور کیا ہوں، رسول کی بارگاہ میں کمینہ غلاموں میں سے ایک ہوں، کلمہ وہی ہے "محمد رسول اللہ"

(سبع سنابل بہ حوالہ فتاوی شارح بخاری، 2/155)

قابل غور : خاص حالت

اس واقعے میں یہ بات قابل غور ہے کہ "خواجہ خاص حالت میں تھے" یعنی وہ کوئی الگ حالت تھی اب پہلے اسی "خاص حالت" پر ہم تفصیل پیش کریں گے۔

حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ "خواجہ خاص حالت میں تھے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت شیخ یوسف چشتی کسی اور عالم میں تھے جسے صوفیاے کرام "سُکر" کہتے ہیں (یعنی یہ حالت سکر تھی) اس وقت جذب کی کیفیت ہوتی ہے۔

اس وقت کے افعال و اقوال (یعنی جو کچھ وہ کہتے یا کرتے ہیں، ان) میں وہ معذور ہوتے ہیں، اسے دلیل بنانا درست نہیں ہوتا۔ اس پر واضح قرینہ یہ ہے کہ جب اس حالت سے باہر آئے تو (واقعے میں مذکور ہے کہ) فرمایا: میں رسول کی بارگاہ کے غلاموں میں سے ایک کمینہ غلام ہوں (اور) کلمہ وہی محمد رسول اللہ ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری، 2/156)

یہ تاویل ہے

سبع سنابل کی عبارت کے "خاص حالت میں تھے" سے معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوا حالات سکر میں ہوا اور اس حالت میں صاحب سکر مرفوع القلم ہوتا ہے، اس حالت میں صاحب سکر سے جو افعال یا اقوال خلاف شرع صادر ہوتے ہیں وہ حدود افتا سے باہر ہیں۔

(فتاویٰ شارح بخاری، ج2، ص150)

سکر کیا ہے؟

سکر ایک ایسی حالات کا نام ہے کہ جب غلبۂ جذب اور تجلیات عدام تحمل کی وجہ سے عقل تکلیفی باقی نہیں رہتی یہ سالک کے احوال میں سے ہے جس کو الفاظ کا جامہ پہنانا محال ہے "یعنی یہ حالات کماحقہٗ الفاظ کے ذریعے بیان نہیں کی جاسکتی ہے جو کچھ بیان کیا جارہا ہے فقط سمجھنے کے لیے ہے"۔

(فتاویٰ شارح بخاری، 2/150)

حالت سکر آسان لفظوں میں

کوئی بندہ جب اللہ کا قرب حاصل کرلیتا ہے، اسی کی یاد میں مگن رہتا ہے، اس کی ذات و صفات میں غور و تفکر کرتے ہوئے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے الگ ہوجاتا ہے پھر اس حالت میں وہ راہ سلوک میں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے تو کبھی کبھی ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ عقل باقی نہیں رہتی۔ ایسی رقت طاری ہوتی ہے وہ اس عالم میں نہیں رہتے اور ان سے کچھ ایسے کام ہوجاتے ہیں یا وہ کچھ ایسا کہ دیتے ہیں جو شریعت کے خلاف ہوتا ہے لیکن وہ معذور ہوتے ہیں، ایسی حالت میں ان پر سے شریعت کی قلم اٹھ جاتی ہے لہٰذا نہ تو ان پر حکم لگایا جاسکتا ہے اور نہ ان کے افعال و اقوال کو دلیل بنایا جاسکتا ہے۔

ایسا نہیں ہے کہ یہ سب ہم اپنی طرف سے بیان کررہے ہیں بلکہ یہ سب قرآن و سنت اور اقوال علمائے اہل سنت سے ثابت ہے جس کی تفصیل آپ آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

عقل کیسے چلی جاتی ہے؟ ایک مثال

عقل باقی نہ رہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عقل ہمیشہ کے لیے چلی جاتی ہے یا وہ پاگل ہو جاتے ہیں بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس حالت میں عقل موجود نہیں ہوتی۔ اسے اس مثال کے ساتھ سمجھیے کہ جیسے کوئی آفتاب کی طرف کچھ دیر دیکھے پھر دوسری طرف نظر ڈالے اسے کچھ نظر نہیں آئے گا حالانکہ اس کی آنکھیں سلامت ہیں مگر آفتاب کی تابانی کے اثر نے تھوڑی دیر کے لیے دیکھنے کی صلاحیت ختم کر دی ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری، 2/150)

مذکورہ مثال سے بات بالکل واضح سمجھ میں آتی ہے اس خاص حالت میں عقل کیسے چلی جاتی ہے۔

ایک اور مثال:

ایسا بہت ہوا ہے اور ہوتا ہے کہ مفلس قلاچ کو بہت زیادہ دولت مل جاتی ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے اور پھر کچھ بروقت علاج سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ کچھ مدت العمر پاگل ہی رہتے ہیں۔ صرف سمجھانے کے لیے یہ مثال لکھی گئی ہے ورنہ اللہ والوں کو جو مجذوب ہوتے ہیں ان کی شان بہت ارفع و اعلٰی ہوتی ہے مگر جب عقل تکلیفی باقی نہیں تو شریعت کے احکام ان پر جاری نہیں۔

(فتاوی شارح بخاری، 2/150)

یہ واقعہ سبع سنابل میں لکھنے کا مقصد

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے اس واقعے کو سبع سنابل میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی تو جان لیں کہ اسے لانے کا مقصد یہ تلقین ہے کہ مرید اپنے مرشد حق کی ہر حال میں ہر بات میں اطاعت کرے جس کو حافظ شیرازی نے اپنے الفاظ میں یوں فرمایا ہے:

"بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید"

یہ مسئلہ کسی کو سمجھانا بہت مشکل ہے، کبھی مرشد سالک کو اس کے حالات کے مطابق کسی ایسی بات کا حکم دیتا ہے جو ظاہر شریعت کے خلاف ہوتی ہے لیکن حقیقت میں شریعت کے خلاف نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ شرح بخاری، 2/151)

ایک واقعہ

حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ ایک صاحب کی شادی ہوئی، واپسی میں بارات ڈاکوؤں نے لوٹ لی، ان کی دلہن کو بھی لے گئے، جس کے صدمے میں وہ پاگل ہو گئے، گھر بار چھوڑ کر آوارا گردی شروع کر دی، کسی طرح سکون نہیں ملا تو ایک عارفِ کامل کی خدمت میں حاضر ہوئے، مرید ہونے کی درخواست پیش کی، شیخ نے ان پر ایک نظر ڈالی اور ایک اشرفی دی اور ایک حکم دیا کہ جاؤ شہر میں جو ایک طوائف کنواری اور سب سے حسین و جمیل ہو اس کے پاس رات بسر کر آؤ، انھوں نے اشرفی لے لی مگر ہمت نہ پڑی، صبح کو پھر ویسے ہی حاضر ہوئے شیخ نے واقعہ پوچھا تو بتا دیا کہ میری ہمت نہیں پڑی، پھر شیخ نے وہی حکم دیا مگر پھر وہ تعمیل نہ کر سکے، تیسرے دن شیخ نے انھیں بہت سختی کے ساتھ حکم دیا تو مجبور ہو کر طوائف کے محلے میں گئے، پوچھ گچھ کے بعد ایک ایسی طوائف کا پتہ چلا، یہ وہاں گئے، جب تنہائی ہوئی تو دیکھا کہ ایک نہایت ہی حسین و جمیل لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور رو رہی ہے، انھوں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بدقت تمام اپنی جو روداد سنائی اس کے مطابق یہ اس کی دلہن نکلی!

راہِ سلوک میں سب سے اہم اپنے مرشد کی اطاعت ہے، اسی کو بتانے کے لیے حضرت نے سبع سنابل شریف میں واقعہ مذکور تحریر فرمایا ہے۔ یہ سب مسائل ایسے دقیق اور اہم ہیں کہ تحریر سے ان کو سمجھنا مشکل ہے، کما حقہ تو اسی وقت سمجھ میں آئے گا جب اس راہ میں کوئی قدم رکھے اور کوئی مرشد کامل ہو تو سمجھ میں آسکتا ہے۔

(فتاوی شارح بخاری، 151/2)

رد اور تاویل

اس واقعے کی تاویل کے ساتھ ساتھ اس کے انکار کا بھی پہلو ہے کہ اس کا رد کیا جائے اور اس کی نسبت حضور خواجہ غریب نواز یا کسی اور بزرگ کی طرف باطل قرار دی جائے، چناں چہ علامہ شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ پہلی بات یہ ہے کہ ہشت بہشت اور فوائد السالکین حضرت خواجہ قطب الدین کاکی قدس سرہٗ کی ہے یا نہیں، بازار میں کسی کے نام کی کتاب چھپ جانا اس کی دلیل نہیں کہ جس کے نام سے کتاب چھپی ہے اُسی کی تصنیف ہے، کسی کی کتاب اس وقت مانی جائے گی جب مصنف کے عہد سے لے کر شائع ہونے تک معتمد اور مستند لوگوں کے یہاں محفوظ ہو اور ان دونوں کتابوں کے بارے میں ایسا کوئی ثبوت نہیں، خدا ناترسوں نے بڑے بڑے ائمۂ دین کے نام سے فرضی کتابیں شائع کر دیں، ایک دو نہیں اسکی صدہا نظیریں ہیں۔ پھر اصل کتاب اگر مصنف کی ہو گی تو الحاق سے محفوظ ہے، اس کا فیصلہ بہت مشکل ہے۔

لطائفِ اشرفیہ حضرت مخدوم سلطان جہانگیر قدس سرہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے ان کے محبوب خلیفہ حضرتِ نظام یمنی قدس سرہٗ نے جمع فرمایا لیکن اس خانوادے مبارکہ کے متعدّد افراد نے حتیٰ کہ محدثِ اعظمِ ہند قدس سرہٗ کے خلیفۂ اکبر عالی جناب مثنیٰ انور میاں صاحب نے بھی تصحیح کی ہے کہ اس میں الحاقات ہیں۔

(پھر آپ فرماتے ہیں کہ) میرا ظن غالب یہ ہے کہ یہ کسی کا الحاق ہے۔ یہی قصہ دوسری کتابوں میں حضرت یوسف چشتی قدس سرہٗ کے بارے میں مکتوب ہے، میرا تجربہ ہے کہ جب ایک حکایت متعدّد بزرگوں کی طرف منسوب ہوتی ہے تو وہ فرضی ہوتی ہے۔

(فتاوی شارح بخاری،، ج2، ص156)

حدیث میں حالتِ سُکر کا ذکر

اولیاے کرام کی جس خاص حالت کا بیان گزرا، اس کی اصل حدیث میں موجود ہے، چناں چہ ابو داؤد شریف میں یہ روایت ہے:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يَحْتَلِمَ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَعْقِلَ، قَالَ أَبُو دَاوُد: رَوَاهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَادَ فِيهِ وَالْخَرِفِ.

حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین لوگوں سے (شریعت کا) قلم اٹھالیا گیا ہے:

(۱) سوئے ہوے شخص سے جب تک وہ بیدار نہیں ہوجاتا،

(۲) بچے سے، جب تک وہ بالغ نہیں ہو جاتا، اور،

(۳) پاگل سے، جب تک وہ عقلمند نہیں ہوجاتا۔

(ابو داؤد، کتاب الحدود، حدیث: 4403)

یہ حدیث ترمذی شریف میں بھی موجود ہے، دیکھیے کتاب الحدود، باب: جس شخص پر حد واجب نہیں ہوتی، حدیث: 1343

سنن نسائی، ابنِ ماجہ اور مسند احمد بن حنبل میں بھی اس روایت کو نقل کیا گیا ہے۔

سنن دارمی میں ایک باب ہے:

باب رفع القلم عن ثلاثة

تین طرح کے لوگوں سے قلم (یعنی شریعت کا حکم) اٹھالیا گیا ہے۔

اس باب میں حضرتِ عائشہ سے یہ روایت مروی ہے۔

(دیکھیے سنن دارمی، کتاب الحدود، حدیث:2333)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کے احکام لاگو ہونے کے لیے عقل کا موجود ہونا ضروری ہے، اگر کسی کی عقل باقی نہیں تو وہ "مرفوع القلم" ہے یعنی جس پر سے قلم اٹھالیا گیا ہو۔

حالتِ سُکر میں نماز معاف ہے؟

بحر العلوم، حضرتِ علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ بندہ کتنا ہی خدارسیدہ ہو جب تک اس کے حواس بجا ہیں، اسے شرع (شریعت) کی تکلیف معاف نہیں اور شریعت کی اتباع کے بغیر طریقت کا حصول ناممکن ہے لیکن صوفیاے کرام میں ایک الگ گروہ مجذوبوں کا ہوتا ہے جن پر سُکر کی کیفیت طاری رہتی ہے اور انھیں اپنا ہوش نہیں رہتا، ایسے لوگ دائرۂ تکلیف سے باہر ہوتے ہیں جیسے مجنون یا پاگل تو ایسے لوگ اپنے اقوال وافعال میں معذور ہوں گے لیکن ایسے لوگوں کے سپرد رشد وہدایت نہیں بلکہ عُقلا کی رشد وہدایت سالکین سے متعلق ہے تو عوام کو نہ تو ہر پاگل دیوانے کو ولی کہنا چاہیے نہ شرع سے آزاد و بے قید لوگوں کے پیچھے لگنا چاہیے۔

(فتاوی بحر العلوم، ج5، ص277)

اختیار نہیں ہوتا

اس خاص حالت میں مجذوب کا خود پہ اختیار نہیں ہوتا اور پھر ان سے جو افعال یا اقوال صادر ہوتے ہیں، ان میں وہ معذور ہوتے ہیں چناں چہ قطب الوقت، غوثِ زماں، حضرت عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک شخص کو اپنے شیخ سے بہت محبت تھی اور ہر وقت اس کے ذہن میں شیخ کا خیال موجود رہتا تھا چناں چہ اگر وہ شیخ مرید کے سامنے نہ ہوتا اور اپنے گھر میں کسی کام میں مصروف ہوتا تو وہ مرید بھی اپنے کام میں اسی کام کی نقل کرتا یہاں تک کہ اگر شیخ اپنے گھر میں بیٹی فاطمہ کو آواز دیتا

تو مرید بھی اپنے گھر میں فاطمہ کو آواز دیتا (حلانکہ اس کے گھر میں کوئی فاطمہ نامی کی لڑکی نہیں تھی)، شیخ اپنے گھر میں کسی کو ہدایت دیتا "یوں کرو" تو مرید بھی اپنے گھر میں یہی الفاظ دوہراتا، شیخ اپنے گھر میں سر پر عمامہ باندھتا تو مرید بھی اپنے گھر میں سر پر کوئی چیز لپیٹنے لگ جاتا، ہر وقت اس کی یہی کیفیت رہتی اور پھر اسی محبت کے نتیجے میں وہ اپنے شیخ کا روحانی وارث بنا۔

(الابریز، اردو، ص 429)

اب یہاں دیکھیں تو مرید کا ہر کام میں اپنے شیخ کی نقل کرنا ایک غیر ضروری سا کام سمجھ میں آتا ہے لیکن یہ اپنے شیخ سے انتہا درجے کی محبت کا نتیجہ تھا، اسے مزید واضح کرنے کے لیے ہم ایک اور واقعہ اسی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔

عشق مجازی سے مثال

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو کسی خوب خاتون کے ساتھ عشق ہو گیا (جس کا نام فاطمہ تھا) اور دیوانگی اس قدر زیادہ ہوئی کہ اگر کوئی شخص کسی اور عورت کو فاطمہ کہ کر بلاتا تو جوابا یہ اٹھ کھڑا ہوتا اور یہ سب کچھ لاشعوری طور پر ہوتا۔

آپ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نے خود اس شخص کو دیکھا کے کسی نے فاطمہ پکارا تو اس نے لا شعوری طور پر اس کا جواب دیا لہذا اگر مجاز میں عشق کی یہ کیفیت ہے تو حقیقت کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ (الابریز، اردو، ص 430)

زہر کا پتا نہ چلا

آپ رحمہ اللہ مزید ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میرے شیخ منصور بن احمد فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی محبت کے دعوے دار لوگوں کے لیے ایک عیسائی کا واقعہ بہت نصیحت رکھتا ہے۔

ایک عیسائی شخص کو کسی پادری کی بیٹی کے ساتھ عشق ہو گیا، ایک رات وہ دونوں اکٹھے ہوئے اور یہ شخص اس عورت کی قربت میں بے خود ہو گیا۔

اس شخص کے چہرے پہ ایک مَسَّہ تھا، اس عورت کے پاس ایک زہر آلود چاقو تھا مگر اسے معلوم نہیں تھا کہ یہ زہر آلود ہے، اس عورت نے اس چاقو کی مدد سے اس شخص کا مسہ کاٹ دیا جس کے نتیجے میں زہر اس شخص کے جسم میں سرایت کر گیا مگر اس عورت کی قرب کی بے خودی نے اسے پتا بھی نہیں چلنے دیا کہ کب زہر اس کے جسم میں پھیلا اور کب اس کی روح نکل گئ

جب کافر کی شیطانی محبت کا یہ عالم ہے کہ اسے اپنے جسم سے روح نکلنے کا بھی پتا نہ چلا تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اہل ایمان کی محبت کا کیا عالم ہو گا؟

(الابریز، ص430)

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب سے بعض خواص پر ایسی ہی ایک بے خودی طاری ہوتی ہے جسے ہم الفاظ کے ذریعے پوری طرح بیان نہیں کر سکتے، اس خاص حالت میں کئ اولیاے کرام سے ایسے جملے منقول ہیں یا ایسے افعال ان سے صادر ہوئے ہیں کہ بظاہر خلاف شرع ہیں لیکن اصل میں ان پر کوئی حکم نہیں

کیا آج بھی حالت سکر والے معذور ہیں؟

ملفوظات اعلی حضرت میں ہے:

عرض: بعض اکابر اولیاے کرام سے کچھ کلمات ایسے صادر ہوئے جو بظاہر خلاف شریعت ہیں اس میں ان کو معذور رکھا جاتا ہے اور ان کلمات کی تاویل کی ہے، اگو کوئی اس زمانے میں ایسے الفاظ کہے تو اس کو معذور کیوں نہیں رکھا جاتا؟

ارشاد: اگر اس کی ولایت ثابت ہو جائے تو اس کو بھی معذور رکھا جائے گا۔

(ملفوظات اعلی حضرت، ص353)

تاویل یا دفاع کیوں؟ صاف رد اور انکار کیوں نہیں؟

یو سکتا ہے کوئی یہ اعتراض کرے یا ذہن میں یہ اشکال آئے کہ ہم ایسے واقعات اور اقوال و افعال وغیرہ کا دفاع کیوں کر رہے ہیں؟

کیا ہم ان سب کا سیدھا رد نہیں کر سکتے؟ کیا ہم ان سب کو موضوع و بے اصل قرار نہیں دے سکتے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا افراط و تفریط سے خالی نہیں ہو گا کیوں کہ ہمارے پاس دونوں پہلو موجود ہیں اور ہمارے اکابرین نے یہی تعلیمات عام کی ہیں کہ حتی الامکان تاویل کی جائے اور یہاں تو تاویل بالکل مسلک احتیاط ہے نہ کہ تاویل باطل جو کہ ممنوع ہے۔

جہاں پر واقعات کی نسبت کسی غیر معتبر شخص کی طرف ہو اور حوالے بھی مضبوط نہ ہوں تو وہاں سیدھا رد ہی کیا جاتا ہے لیکن جب معاملہ بڑے بزرگوں کا ہو، معتبر کتابوں کا ہو تو یہ مسئلہ نازک ہو جاتا ہے چناں چہ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

صوفیا کے جس کلام پر انکار و اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ خلاف شریعت بات جو انھوں نے کہی ہی نہیں ہوتی بعض مخالفین نے ان کی کتابوں میں اپنی طرف سے بہتان تراشی کرتے ہوئے شامل کر دی جیسا کہ شیخ محی الدین بن العربی کی فتوحات مکیہ، فصوص الحکم میں بعض باتیں ظاہر شرع کے خلاف شامل کر دی گئیں جیسا کہ بدر الدین بن جماعہ نے فرمایا ہے، کبھی انکار کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انکار کرنے والا صوفیا کی اصطلاحات سے واقف نہیں اور ان کے مقامات کا ذوق نہیں رکھتا جیسا کہ عمر بن الفارض رضی اللہ عنہ کے قصیدۂ تائیہ میں ان کی گفتگو ہے۔

پس عاقل جو کہ انکار نہیں کرتا بلکہ جو بات سمجھ میں نہ آئے اسے ان باتوں میں سے قرار دے جو اس کی سمجھ سے بالاتر ہیں خصوصاً اس لیے کہ ہمیں اولیاء اللہ میں سے کسی ایک کے متعلق بھی یہ بات نہیں پہنچی کہ انھوں نے لوگوں کو وضو یا نماز یا روزہ وغیرہ کو ترک کرنے کا خلاف شرع حکم دیا ہے بلکہ ان کے تمام رسائل کتاب و سنت کی پابندی، اپنے اخلاق و اعمال کا علاج، انھیں آلودگیوں اور اخلاص کو

مجروح کرنے والی علتوں سے پاک کرنے، تکلیف برداشت کرنے، کسی کو نہ ستانے، زہد، پرہیزگاری اور خوف خدا کو اپنانے کے حکم کے ساتھ معمور ہیں بلکہ کئی مرتبہ ان کا انکار کرنے والا خود ان عام صفات کی ضد سے آلودہ ہوتا ہے۔

چناں چہ کبھی عارف ربانی اپنی نظم وغیرہ میں حق تبارک وتعالی کی زبان پر یعنی اس کی ترجمانی میں کلام کرتا ہے، کبھی لسان رسول. علیہ السلام پر بولتا ہے، کبھی قطب کی زبان پر گفتگو کرتا ہے تو ان میں سے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی زبان پر کہہ رہا ہے تو وہ انکار میں جلدی کرتا ہے۔

بعض اوقات ایک عالم دین بعض صوفیا پر عوام اور حجاب والوں پر رحم کرتے ہوئے اس خوف کی وجہ سے انکار کرتا ہے کہ یہ لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے اسے پریشان کریں اور یوں اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لیں۔ یہ انکار اس صوفی پر من کل وجوہ رد کے لیے نہیں ہوتا جیسا کہ شیخ برہان الدین البقائی نے سیدی عمر بن الغارض رحمہ اللہ تعالی کے اس کلام میں اس حکمت عملی کو اپنایا اور بعض دوسرے حضرات نے شیخ محی الدین بن العربی کے کلام میں گفتگو فرمائی۔ اس لیے حضرت سیدی علی الخواص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ کوئی کامل اسی وقت مرتبۂ کمال کو پہنچتا ہے جب کہ اس کا کلام ظاہر شریعت کو داغدار نہ کرے کیوں کہ حضرت شارع علیہ السلام نے اسے اپنی شریعت پر امین بنایا ہے۔

(الیواقیت والجواہر، اردو، ص 43، 44)

قول بایزید بسطامی اور اس کی توضیح

آپ کا قول ہے:

س

طاعتک لی یا رب اعظم من طاعتی لک	اے میرے پروردگار! تیرا میری طاعت کرنا میرے تیری طاعت کرنے سے زیادہ عظیم ہے۔

اس قول کے بارے میں امام شعرانی فرماتے ہیں کہ اس کی توضیح یہ ہے کہ اے میرے پروردگار! میری دعا کو تیرا قبول فرما لینا یعنی میں گزارش کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما، مجھے معافی عطا فرما، اور میرا مواخذہ نہ فرما، تیرا اسے قبول فرما لینا اس سے کہیں زیادہ عظیم ہے کہ میں تیرے حکم کی تعمیل کروں اور تیری نہی (منع کی ہوئی باتوں) سے رک جاؤں کیونکہ تو عظیم ہے اور میں حقیر، تو آقا ہے اور میں بندہ اس لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادب والوں نے اس قسم کے الفاظ کو چھپا کر اسے دعا کا نام دیا تو اس سے معلوم ہوا کہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا مطیع ہے، اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بلند و بالا ہے، یعنی دعا کو قبول فرمانا مراد ہے۔

(الیواقیت والجواہر، اردو، صفحہ 45)

دوسرا قول اور اس کی توضیح

آپ کے ایک قاری کو سنا جو پڑھ رہا تھا:

"تیرے پروردگار کی پکڑ البتہ سخت ہے"

(القرآن)

آپ نے سن کر ایسی چیخ ماری کہ ناک سے خون بہنے لگا اور کہا:

بطشی اشد من بطشه بی — یعنی میرا پکڑنا اس کے مجھے پکڑنے سے زیادہ سخت ہے

یہاں آپ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھے پکڑنا تو رحمت کے ساتھ ہی مخلوط ہو گا کیونکہ اپنے بندے پر اس کی رحمت اس پر اس کے غضب پر غالب ہے کیونکہ حدیث قدسی میں اس کا ارشاد ہے:

سبقت رحمتی غضبی — یعنی میری رحمت میرے غضب سے آگے ہے۔

پس وہ اپنے بندے پر اس کی شفقت کرنے والی والدہ سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے جب کہ بایزید کی پکڑ ایسی نہیں، وہ تو محض انتقام ہے جس میں رحمت کی آمیزش نہیں کیونکہ تنگی کی وجہ سے اس کا

غضب اس کی رحمت پر غالب ہے تو گویا اس کا اپنے بھائی کو پکڑنا اللہ تعالیٰ کے اسے پکڑنے سے زیادہ سخت ہے خصوصًا اپنے دشمن کو جبکہ اس پر قابو پا لے تو قریب نہیں کہ اس پر دنیا و آخری میں رحم فرمائے، شیخ محی الدین وغیرہ نے اس کی اس طرح تاویل کی ہے۔ (الیواقیت والجواہر، اردو، ص 45)

شیخ شبلی کے قول کی توضیح

آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ "میری ذلت نے یہود کی ذلت معطل کر دی" اس میں آپ کی مراد یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور میری عاجزی اس کے دربار میں یہود کی ذلت سے زیادہ بڑی ہے کیونکہ عاجزی والا اللہ تعالیٰ کی عظمت کے متعلق اپنی معرفت کے معیار پر ہی عاجزی کرتا ہے اور اس میں شک نہیں کہ حضرت شبلی یہود کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کا عرفان زیادہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی عاجزی یہود کی ذلت سے زیادہ ہوگی۔

(الیواقیت والجواہر، اردو، صفحہ 45)

دوسرے قول کی توضیح

آپ سے یہ قول بھی منقول ہے:

ما فی الجبۃ الا اللہ یا ما فی جثۃ الا اللہ یعنی جبے اور بدن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں

اس سے آپ کی مراد ہو سکتی ہے کہ میرے جسم میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فاعل نہیں جیسا کہ بعض نے کہا:

ما فی الکونین الا اللہ تعالیٰ

تو اس سے اس کی مراد کونین کی نفی ہرگز نہیں اور نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خلق میں حلول فرمایا۔

(الیواقیت والجواہر، صفحہ 46)

شیخ اکبر کے قول کی توضیح

آپ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے میرے رب نے میرے قلب کی طرف یہ بات بیان کی اور درمیان سے پردے اٹھادیے! آپ کی مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے ایسے کلام فرمایا جس طرح انبیاے کرام علیہم السلام سے فرمایا، اس سے صرف یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام کے فرشتے کے ذریعے آپ کو بعض احوال بیان کیے اور یہ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے فہرست میں آتا ہے کہ میری امت میں محدث ہو تو عمر ہے اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اولیاء اللہ کو جو وحیِ الہام ہوتی ہے اس میں اور اس وحی میں جو انبیا کو اپنے لیے یا اپنی امتوں کے لیے شریعت مقرر کرنے کے لیے ہوتی ہے، فرق یہ ہے کہ نبی فرشتہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کا کلام سنتا ہے پس وہ فرشتے کے مشاہدے اور سماعِ کلام دونوں کا جامع ہوتا ہے جبکہ ولی اس طرح نہیں ہوتا کیونکہ وہ فرشتوں کا کلام سنتا ہے، اس کا جسم نہیں دیکھتا اور اگر اس کا جسم دیکھا تو کلام نہیں سنتا اور اس میں راز یہ ہے کہ نبی شریعت جاری فرماتا ہے جبکہ ولی اس کی پیروی میں اپنے نبی کی شریعت کی دعوت دیتا ہے جو کہ اس ولی کے نزدیک حتماً ثابت ہوتی ہے پس اسے کسی امر کے مزید انکشاف کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ نبی شرعِ جدید جاری فرماتا ہے اور دوسری شرع منسوخ کرتا ہے تو اسے مزید انکشاف و تاکید کی ضرورت ہوتی ہے۔

(الیواقیت والجواہر، اردو، صفحہ 46)

مذکورہ توضیحات سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ ہمیں تاویل کرنا ضروری ہے اور ہر بات کا بنا سوچے سمجھے رد کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ صوفیا کے معاملات کافی الگ ہوتے ہیں، یہاں پر کسی کو کلام کرنے سے پہلے اچھی طرح سوچ سمجھ لینا چاہیے۔ ہمارے اکابرین نے صوفیا کا ہمیشہ دفاع کیا ہے جس کی کچھ مثالیں آپ نے دیکھی۔

یہ ایک ایسا اہم اور مفید موضوع ہے کہ اس کی بدولت بے شمار لوگوں کے ایمان محفوظ رہے ورنہ اعتراض کی بدولت جانے کس قدر لوگ اپنی عاقبت خراب کرتے کیونکہ اہل اللہ پر اعتراض کی بدولت انجام خراب ہوتا ہے چنانچہ مشہور قول ہے کہ:

لحوم الاولیاء مسمومة

اولیا کے گوشت زہر آلود ہیں یعنی ان پر اعتراض کرنے والے کا ایمان نہیں بچتا۔

(الیواقیت والجواہر، اردو، ص 47)

حالاتِ سکر کو شطحیات بھی کہا جاتا ہے اور "شطحیات اولیاء" یہ باقاعدہ ایک موضوع ہے جس پر علماے متقدمین و متاخرین نے تفصیل سے لکھا ہے، اگر کوئی آج کا بندہ کھڑا ہو کر ان سب کا انکار کرے یا ان کا مذاق بنائے تو یقین جانیں کہ وہ جاہل ہے اور اہل علم ہی اس کی جہالت کو سمجھ سکتے ہیں۔

اس موضوع پر لکھنے والوں میں بڑے بڑے ائمہ و محدثین اور صوفیاے کرام کا نام آتا ہے کہ جنھوں نے "شطحیات"، "سکر" اور "حالتِ خاص" وغیرہ کا عنوان دے کر اس طرح کے واقعات اور اقوال کو نقل کیا ہے اور پھر ان کی شرعی حیثیت بیان کی ہے اور اب اتنی کثرت سے عبارات اور وضاحت کتابوں میں موجود ہونے کے بعد بھی کوئی منکر بنے تو اس کی جہالت اب اس کے لیے بڑی ہلاکت بن چکی ہے۔

اس حالت کی کیفیت:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جن سے یہ اقوال صادر ہوئے (جو بظاہر خلاف شرع ہیں)، یہ جنھوں نے بھی کہا غالباً غلبۂ حال اور اپنی نظر سے جہت ایمان کی نفی کرتے ہوئے کہا ورنہ اسماے الوہیات کا اطلاق سوائے تمام معلومات کے عالم کی کسی چیز پر وارد نہیں اور یہ علم ایسا کہنے والوں میں موجود نہ تھا اور در حقیقت یہ علم کسی بھی مذہب میں نہ تو پایا گیا اور نہ اب تک پایا جائے گا، کہتے ہیں: اگر تجلیِ برقی اپنے خواص کے ساتھ دائم ہو جائے تو یہ احاطۂ جمیع معلومات ہو گا مگر تجلیِ ذاتی کا دوام کیونکر ہو سکتا ہے جبکہ روح بدن کو چھوڑ جاتی ہے اور بدن متفرق و پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔

(انفاس العارفین، اردو، ص 234)

امام ابن حجر اور شطحیات اولیا

علامہ امام ابن حجر مکی (متوفی 974ہجری) اولیا کی اس خاص حالت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حضرات عارفین پر کچھ ایسے اوقات آتے ہیں جن میں ان پر علم و بصیرت کی آنکھ کے ساتھ شہودِ حق کا غلبہ ہوجاتا ہے، جب ان کے حق میں یہ شہود کامل و تام ہوجاتا ہے تو وہ ہر چیز سے حتیٰ کہ اپنی ذوات و نفوس سے بھی بے خبر ہوجاتے ہیں سوائے حق تعالیٰ کے انھیں کسی کا شعور باقی نہیں رہتا پس ایسی حالت میں وہ اس قربِ اقدس کی زبان پر گفتگو کرتے ہیں، جس قربِ اقدس سے ان کو نوازہ گیا ہوتا ہے اور جس کی طرف اس حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے:

جب میں اپنے بندے سے محبت کرتا
ہوں تو میں اس کی سماع اس کی آنکھ، اس
کا ہاتھ اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں۔
(صحیح ابن حبان، 347،58/2)

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اقدس کے لیے جو چیز ثابت فرمائی ہے اس حال میں صوفیاے کرام اس کو اپنی ذوات کے لیے بطریق ابہام ثابت کرتے ہیں، اس کو وہ نہ بطریق ثابت کرتے ہیں اور نہ تو اتحاد کے معنی میں ثابت کرتے ہیں جو عین کفر و الحاد ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے عارفین کو محفوظ رکھا ہوا ہے بلکہ اس اتحادِ شہود کے معنی میں ثابت کرتے ہیں جو شہود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف حکم راجع کرتے ہیں۔

لہٰذا ان بزرگوں کے اقوال "انا الحق" اور "سبحانی" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے شہود کی تجلی مجھ پر ڈالی حتی کہ میں گویا وہ بن گیا یہ ساری گفتگو تو اس صورت میں ہے کہ جب اس طرح کے اقوال کا صدور ان سے حالِ سہو میں ہوا ہو اور اگر اس طرح کے اقوال کا صدور ان سے حالِ غیبت (جب وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے بے خبر ہوتے ہیں) میں ہوا ہے تو وہ شطحیات ہیں جن پر کوئی حکم نہیں لگ

سکتا کیونکہ الفاظ پر حکم تب ہی لگایا جاتا ہے جب ان کا تلفظ کرنے والا حالِ مہو اور حالتِ اختیار میں ان کا تلفظ کرے؛ حضرت بایزید بسطامی کا یہ قول بھی انھیں اقوال سے تعلق رکھتا ہے:

ما في الجبة غير الله — میرے جبے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

(مشکوٰۃ الانوار لغزالی، 57/1)

اس طرح کے اقوال اگر حالتِ سہو میں صادر ہوں تو ان کی تاویل اور ان کا حکم وہ ہے جس کا ہم تذکرہ کر چکے ہیں اور اگر حالتِ سہو میں صادر نہ ہوں تو پھر ان کا کوئی مطلب نہیں ہوتا اور ان پر کوئی حکم دائر نہیں ہوتا۔

(فتاوی حدیثیہ، اردو، ص809)

"شطح" سے کیا مراد ہے؟ - امام غزالی

امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کے شطح سے مراد دو قسم کا کلام ہے جو بعض صوفیا کی ایجاد ہے۔

(1) اللہ تعالیٰ کی محبت اور وصال کے لمبے چوڑے دعوے جس کی وجہ سے انھیں ظاہری اعمال کی حاجت نہیں رہتی یہاں تک کہ بعض لوگوں نے تو اتحاد کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ حجاب اٹھ گیا، وہ اپنی آنکھوں سے رب تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور انھیں براہ راست خطاب ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں یہ کہا گیا ہے اور ہم نے یوں کہا۔

وہ اس میں حضرت منصور بن حلاج کی مشابہت اختیار کرتے ہیں جنھیں اس قسم کے کلمات کہنے کی وجہ سے سولی چڑھایا گیا اور ان کے قول "انا الحق" سے دلیل پکڑتے ہیں اور اسے دلیل بناتے ہیں جو حضرت بایزید بستامی سے منقول ہے کہ انھوں نے "سبحانی سبحانی" کہا تھا علم کلام کے اس فن سے عوام کو بہت نقصان پہنچا یہاں تک کہ کسانوں کی ایک جماعت نے کاشتکاری چھوڑ کر اس طرح کے دعوے شروع کر دیے کیونکہ اس قسم کے کلام سے طبیعتیں لطف اندوز ہوتی ہیں کہ اس میں مقامات اور احوال کے حصول کے لیے اعمال اور تذکیۂ نفس کی حاجت نہیں ہوتی تو پھر غبی لوگ اس کا دعوی کرنے سے

کیوں باز رہیں اور من گھڑت و مہمل باتیں کیوں نہ کریں اور جب ان پر کوئی اعتراض کرے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ اس اعتراض کے سبب علم اور مناظرہ ہیں، علم تو حجاب ہے اور مناظرہ نفس کا عمل ہے اور یہ باتیں تو نور کے حق کے مشاہدے کے ساتھ باطن سے اٹھی ہیں پس یہ اور اس قسم کی باتوں کا شر شہروں میں عام ہو گیا، اس سے عوام کو بہت نقصان پہنچا یہاں تک کہ جو اس قسم کی کوئی بات کہے تو دین اسلام میں اسے قتل کر دینا اس کو زندہ رکھنے سے افضل ہے اور حضرت بایزید بسطامی کے بارے میں جو منقول ہے وہ صحیح نہیں اور اگر آپ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بات سنی بھی گئی تو وہ گویا آپ نے دل میں جو کلام بار بار کہتے اس کی حکایت کرتے ہوئے آپ نے کہا ہے جیسا کہ کوئی آپ کو یہ کہتے ہوئے سنے:

اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ (طٰهٰ: 14)	بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تو میری بندگی کر تو ضروری ہے کہ اسے بطور حکایت ہی سمجھا جائے۔

(2) شطح کی دوسری قسم وہ الفاظ ہیں جو سمجھ میں نہ آئیں، ان کے ظاہر تو اچھے ہوں لیکن ان کے معانی ہولناک ہوں اور ان میں کوئی فائدہ نہ ہو نیز وہ کلمات ایسے ناقابل فہم ہوں کہ یہ تو ان کے کہنے والوں کے سمجھ میں نہ آتے ہوں بلکہ عقل کی خرابی اور خیال کی پریشانی کے باعث اس سے صادر ہوتے ہوں، یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جو کلام اس کی سماعت سے ٹکراتا ہو وہ اس کے معنی کے احاطہ نہیں کرتا اور یہ بہت زیادہ ہوتا ہے، یا پھر وہ الفاظ ایسے ہوں کہ خود کہنے والے کو تو سمجھ میں آئیں لیکن دوسروں کو سمجھا نہ پائے اور پھر "مافی الضمیر" بیان کرنے کے لیے کوئی عبارت نہ لا پائے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ اسے علم سے شغف نہیں ہوتا اور نہ اس نے معانی کو عمدہ الفاظ سے تعبیر کرنے کا طریقہ سیکھا ہوتا ہے، اس طرح کے کلام کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ایسے کلام دلوں کو پریشان اور عقلوں اور ذہنوں کو حیران کر دیتا ہے یا ایسے کلام کا مہمل یہ ہوتا ہے کہ اس سے وہ معانی سمجھ لیے جائیں جو مقصود نہیں اور ہر ایک اپنی خواہش اور طبیعت کے مطابق سمجھ لے۔ (احیاء العلوم، امام غزالی، 190/4)

اعلی حضرت اور شطحیات

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا بایزید بسطامی اور ان جیسے دیگر اولیا خاص تجلی وارد ہونے کے وقت شجرہ موسی ہوتے ہیں سیدنا موسی کلیم اللہ علیہ السلام کو درخت میں سے سنائی دیا:

يٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (القصص:30) اے موسی! بے شک میں اللہ ہوں رب سارے جہاں کا۔

کیا یہ پیڑ نے کہا تھا؟ حاشا للہ (ہرگز نہیں) بلکہ واحد قہار نے جس درخت پر تجلی فرمائی اور وہ درخت سے سننے میں آئی، کیا رب العزت ایک درخت پر تجلی فرما سکتا ہے اور اپنے محبوب بایزید پر نہیں ؟

نہیں نہیں! وہ ضرور تجلیِ ربانی تھا کلام بایزید کی زبان سے سنا جاتا تھا جیسے درخت سے سنا گیا اور متکلّم (یعنی کلام فرمانے والا) اللہ رب العزت تھا، اس لیے تو وہاں فرمایا:

يٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (القصص:30) اے موسی! بے شک میں اللہ ہوں رب سارے جہاں کا۔

اسی اللہ نے یہاں بھی فرمایا:

سبحانی ما اعظم شانی میں پاک ہوں اور میری شان بلند ہے۔

اعلی حضرت مزید ارشاد فرماتے ہیں:

حضرت مولوی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس مقام کی خوب تفصیل بیان فرمائی ہے اور تسلط جن سے اس کی توضیح کی ہے کہ انسان پر ایک جن مسلط ہو کر اس کی زبان سے کلام کرے اور رب اس پر قادر نہیں کہ اپنے بندے پر تجلی فرما کر کلام فرمائے جو اس کی زبان سے سننے میں آئے، بلا شبہ اللہ قادر ہے اور معترض کا اعتراض باطل اس کا فیصلہ خود حضرت بایزید بسطامی کے زمانے میں ہو چکا ظاہر

بینوں بے خبروں نے ان سے شکایت کی کہ آپ "سبحانی ما اعظم شانی" کہا کرتے ہیں، فرمایا: حاشا (یعنی ہرگز) میں نہیں کہتا کہا: آپ ضرور کہتے ہیں، ہم سب سنتے ہیں۔

فرمایا: جو ایسا کہا واجب القتل (یعنی اسے قتل کرنا واجب ہے) میں بخوشی تمھیں اجازت دیتا ہوں، جب مجھے ایسا کہتے سنو بے دریغ خنجر مار دو، وہ سب خنجر لے کر منتظرِ وقت رہے یعنی تک کہ حضرت پر تجلی وارد ہوئی اور وہاں سننے میں آیا۔ "سبحانی ما اعظم شانی"

یہ سنتے ہی وہ لوگ چار طرف سے خنجر لے کر دوڑے اور حضرت پر وار کیے جس نے جس جگہ خنجر مارا تھا خود اس کے اسی جگہ لگا اور حضرت پر خط (یعنی خراش) بھی نہ آیا، جب افاقہ ہوا، دیکھا لوگ زخمی پڑے ہیں، فرمایا: میں نہ کہتا تھا کہ میں نہیں کہتا وہ فرماتا ہے جسے فرمانا بجا۔ (واللہ اعلم)

(فتاوی رضویہ، 666/14)

مجدد الف ثانی اور شطحیات

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

اگر (کسی بزرگ) سے کوئی ایسا لفظ صادر ہوا جس کا ظاہری معنی علومِ شریعہ سے مطابقت نہیں رکھتا ہو تو اس میں شور و غل کی ضرورت نہیں کہ اس لفظ کو تھوڑی توجہ سے ظاہر سے پھیر کر علمِ شریعت کے مطابق کیا جا سکتا ہے اور مسلمان پر تہمت نہیں لگنی چاہیے، کسی کے فحش کو پھیلانا اور ہر جگہ فاسق کو رسوا کرنا منکر و حرام ہے تو محض شبہ کی بنیاد پر کسی مسلمان کو رسوا کرنا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے اور شہر شہر اعلان کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔ اسلامی طریقہ اور بہتر طریقہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کلمہ جس کا ظاہر خلاف شرع ہے، اگر کسی شخص سے صادر ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ اس کا قائل کیسا ہے، اگر ملحد زندیق ہو تو اس کے قول کا رد کرنا چاہیے اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر اس کا قائل مسلمان ہے، اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے تو اس کے اس قول کی تشریح کرنی چاہیے اور اس قول کا صحیح معاملہ نکالنا چاہیے یا اس قول سے اس خلاف شرع قول کہ تشریح و توضیح اور رفعِ استجاب کا مطالبہ کرنا چاہیے اور اگر وہ شخص اس کی صحیح توضیح سے عاجز آ جائے تو اس کو نصیحت کرنی چاہیے۔

اچھی بات کا حکم دینے اور بری بات سے روکنے میں نرمی برتنی بہتر ہے کہ اسے آدمی مان سکتا ہے اور اگر مقصود منوانا نہ ہو بلکہ رسوائی مطلوب ہو تو یہ دوسرا معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

(مکتوبات امام ربانی، صفحہ 566)

حدیقۃ الندیۃ شریف میں ہے:

اگر کوئی عارف و بزرگ اس زمانے میں بظاہر خلاف شرع کلام کا تکلم کریں تو ان کے کلام کو ان اہل معرفت کے سامنے پیش کرنا چاہیے جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہوتے ہیں کیونکہ یہ حضرات اس قسم کے کلام کا معنی ایسا جانتے ہیں جو خلاف شرع نہیں ہوتا لیکن وہ علما جو صرف ظاہری علوم جانتے ہیں تو ان کے اس قسم کے قول کو ظاہری قرآن کے خلاف کہ دینے کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ صوفیا کے اشارات کو نہیں جانتے اور نہ تو ارباب کمال کی باریکیوں کو پہچانتے ہیں، تو زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ یہ حضرات اعراب اور معانیِ لغت کے اعتبار سے کلام کرتے ہیں اور اور وضعِ خاص کو نہیں جان پائے جو صوفیا کی اصطلاح ہوتی ہے، یہ لوگ اہل کمال کو برا بھلا کہ دیتے ہیں، حالانکہ یہ لوگ اصطلاح کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں اور درست قول کرنے والے کو خطا کار ٹھہراتے ہیں اور انھیں پتہ نہیں چل پاتا کیونکہ ہر میدان کے کچھ بہادر ہیں اور ہر بہادر کو طاقت و قوت حاصل ہے اس کی نظیر شیخ عبدالغیث ابن جمیل قدس سرہ کا وہ واقعہ ہے کہ ان کے پاس فقہا کی ایک جماعت آئی تو شیخ نے ان سے کہا کہ میرے غلام کے غلام کو خوش آمدید تو ان فقہا نے شیخ پر نکیر فرمائی اور اس کا تذکرہ شیخ اسمٰعیل حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا جو علم ظاہر اور باطن کے سنگم تھے تو انھوں نے فرمایا شیخ نے سچ کہا، تم لوگ خواہش نفس کے غلام ہو اور خواہش نفس ان کا غلام ہے۔

ان صوفیاے کرام کے اقوال میں اس طرح کا کلام پایا جانا کوئی تعجب خیز نہیں جو وحدت الوجود کے قائل ہیں یا حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو تعین اول کی حیثیت سے مانتے ہیں۔

(دیکھیے فتاوی امجدیہ حاشیہ، 287/4)

علامہ حشمت علی خان اور حالت سکر

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ حشمت علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ بعض اکابر اولیا رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر بعض اوقات ایسی تجلیاتِ ربانیہ ہوتی ہیں جن کے مشاہدہ میں وہ حضرت اپنے ہوش و حواس سب گم کر دیتے ہیں، بحالت گم کردگی ہوش و حواس کسی شخص کے قول و فعل پر شریعت مطہرہ مواخذہ نہیں فرماتی، اس حالت کو حضرات صوفیا رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی اصطلاح میں سکر کہتے ہیں، اسی کی طرف حضور پرنور، مرشد برحق، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشاری فرماتے ہیں:

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو، وہ کیا نہ کرے

اور حالت ہوشیاری میں صوفیاے کرام کی اصطلاح میں "سہو" کہتے ہیں۔ حضرات صوفیا رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے بحالت "سکر" اگر بعض اقوال و افعال مخالف شریعت سرزد ہو جاتے ہیں تو بحالت سہو ان کلمات اور حرکات سے اپنی بیزاری ظاہر فرماتے ہیں۔

(فتاوی حشمتیہ، صفحہ 256)

دیوبندی عالم، رشید احمد گنگوہی کا موقف

حضرت منصور حلاج جنھوں نے "انا الحق" کا نعرہ لگایا تھا، ان کے بارے میں دیوبندی عالم، رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ منصور معذور تھا، بیہوش ہو گئے تھے ان پر کفر کا فتوی دینا بے جا ہے۔

(فتاوی رشیدیہ، صفحہ 107)

دیوبندی عالم، اشرف علی تھانوی کا موقف

حضرت خواجہ غریب نواز کے مذکورہ واقعے کو لکھنے کے بعد دیوبندی عالم اشرف علی تھانوی لکھتا ہے کہ کلمۂ کفر جب ماول نہ ہو (یعنی تاویل نہ ہو سکے) اور اگر تاویل کی جائے کہ رسول سے مراد معنی لغوی ہوں اور عام ہوں باواسطہ اور بلا واسطہ کو اور اس بنا پر یہ معنی ہوں گے چشتی اللہ تعالیٰ کا پیام رساں اور احکام کی تبلیغ کرنے والا ہے باواسطہ رسول اللہ کے جیسا کہ حدیث:

وارد فی المشکوۃ، باب الوقوف بعرفۃ: انی رسول اللہ الیکم

یہ ایک انصاری صحابی کا قول ہے جس میں رسول اول بامعنی لغوی ہے اور جیسے قرآن مجید میں حضرت عیسی علیہ السلام کے فرستادوں کو جو انبیا نہ تھے، سورہ یاسین میں مرسل فرمایا ہے تو پھر کلمۂ کفر نہیں رہتا، اسی طرح اگر یہ حمل تشبیہ بلیغ پر مبنی ہو جیسے ابو یوسف ابو حنیفہ میں سب کے نزدیک مسلمان ہے تب بھی کافر نہیں رہتا اور ظاہری و متبادر معنی مراد لینے کی تشریح خود حضرت خواجہ صاحب کے اس قول میں ہے میں کون ہوں اور کیا چیز ہوں" البتہ یہ سوال باقی رہا کہ مبہم کا استعمال بھی تو جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ مجلس خاص تھی اور مخاطب و دیگر سامعین خوش فہم تھے اس لیے یہ مفسدہ مہتمل نہ تھا، اب رہی بات کہ آخر مصلحت ہی کیا تھی جواب ظاہر ہے کہ مصلحت امتحان کی تھی اس طرح کہ اگر یہ راسخ العقیدہ ہے تو مجھ کو مخالف شریعت نہ سمجھے گا کوئی تاویل کر لے گا ورنہ بھاگ جائے گا۔

(السنۃ الجلیلیہ فی الچشتیہ العلمیہ، باب سوم، ص 125)

اتنی تفصیل بیان کرنے کے بعد اب ہم بس کرتے ہیں، سمجھنے والوں کے لیے اس قدر تفصیل کفایت کرے گی، ویسے اگر مزید تفصیل سے لکھنا شروع کیا جائے تو اس پر بہت لکھا جا سکتا ہے ہم نے مختصر انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ ہماری اس ادنی سی کوشش کو درجۂ مقبولیت عطا فرمائے۔

عبد مصطفی آفیشل

اردو زبان میں ہماری دوسری کتابیں اور رسالے:

بہار تحریر (اب تک 14 حصوں میں)

اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟

اذان بلال اور سورج کا نکلنا

عشق مجازی - منتخب مضامین کا مجموعہ

گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو

شب معراج غوث پاک

شب معراج نعلین عرش پر

حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ

ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

مقرر کیسا ہو؟

غیر صحابہ میں ترضی

اختلاف اختلاف اختلاف

رمضان اور قضائے عمری نماز

چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ

بنت حوا

سیکس نالج

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق

کلام عبید رضا

عورت کا جنازہ

ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی

ABOUT US

Abde Mustafa Official is a team from **Ahle Sunnat Wa Jama'at** working since 2014 on the Aim to propagate **Quraan and Sunnah** through electronic and print media.

We are :

blogging, publishing books and pamphlets in multiple languages on various topics, running a special matrimonial service for Sunni Muslims.

Visit our official website :

www.abdemustafa.in

about thousands of articles & 200+ pamphlets and books are available in multiple languages.

E Nikah Matrimony

if you are searching a Sunni life partner then **E Nikah** is a right platform for you.

Visit **www.enikah.in**

Or join our Telegram Channel

t.me/enikah (search "E Nikah Service" in Telegram)

Follow us on Social Media Networks :

/abdemustafaofficial

For more details WhatsApp **+91 91025 20764**